تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم

۷ تا ۱۳ دسمبر ۲۰۰۰ء (۱۰ تا ۱۶ رمضان ۱۴۲۱ھ)

مدیر : حافظ عاکف سعید

اللہ کا عطا کردہ نظامِ زندگی ہی خوش بختی کا باعث ہے

انسان اگر خوش بختی و سعادت' راحت' دل کی طمانیت اور اپنے حالات کی درستگی اور صلاح و فلاح چاہتا ہے تو اس کے لئے ناگزیر ہے کہ اپنی ذات' اپنی زندگی کے طریق اور اپنے سماج کے نظام کے سلسلے میں خدائی طریق زندگی کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ کل کائنات کے نظام کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکے۔

اسے کائنات سے جدا ہو کر اپنے لئے خود اپنا وضع کردہ نظامِ زندگی اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ نظام 'یقیناً کائنات کے نظام کے ساتھ' جو اس کے خالق کا وضع کردہ ہے' ہم آہنگ نہ ہو گا جبکہ انسان مجبور و مضطر ہے کہ اس کائنات کے چوکھٹے اور دائرے میں رہے اور اپنے پورے وجود کے ساتھ نظامِ کائنات سے سازگاری اختیار کرے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کے نظام کی' جو اس کے فکر و شعور' معاملات و تعلقات اور اعمال اور سرگرمیوں سے متعلق ہوتا ہے' کائنات کے نظام کے ساتھ سازگاری ہی میں کائنات کی عظیم قوتوں کے ساتھ ٹکراؤ کے بجائے تعاون کی ضمانت ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان قوتوں کی ساتھ ٹکرائے گا تو پاش پاش ہو جائے گا اور مٹ جائے گا اور وہ خلافت ارضی کا رول —— جیسا کہ اللہ نے اسے عطا فرمایا ہے —— کسی بھی صورت میں ادا نہ کر سکے گا۔ اس کے برعکس جب وہ کائنات کے قوانین کے ساتھ —— جو اس پر اور تمام زندہ ہستیوں پر حکمراں ہیں —— مفاہمت و سازگاری کا رویہ اختیار کرے گا تو وہ ان قوانین کے رموز و اسرار کی معرفت' ان کی تسخیر اور ان سے منتفع ہونے پر اس طرح قادر ہو گا کہ اس کے لئے سعادت' راحت اور طمانیت متحقق ہو سکیں اور وہ خوف' اضطراب اور باہمی کشمکش و جنگ سے نجات پا سکے۔ وہ اس طرح منتفع نہ ہو کہ کائنات کی آگ میں جل کر سوخت ہو جائے بلکہ اس طرح فائدہ اٹھائے کہ وہ کائنات کی آگ سے پکانے اور گرمی اور روشنی حاصل کرنے کا سامان کرے۔

(سید قطب شہید کی تفسیر فی ظلال القرآن' مترجم سید حامد علی صفحہ ۲۰۴' جلد دوم سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ رمضان' قرآن اور پاکستان (اداریہ) 3
☆ آئیڈیاز ۲۰۰۰ (تجزیہ) 4
☆ گوشۂ خلافت 5
☆ مکتوب شکاگو 6
☆ گوشۂ خواتین 7
☆ دین و دانش 8
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 9
☆ *Moment of Decision* 11
☆ افہام و تفہیم 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36- کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

شمارہ : ~~47~~ 48

قیمت : 4 روپے

الھدیٰ — از : ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۱)

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

"الف لام میم' یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے"۔

تمہیدی مباحث

ہم اللہ کے نام سے قرآن حکیم کی پہلی مدنی اور سب سے بڑی سورت کے علاوہ مدنی سورتوں کے سب سے بڑے گروپ کا آغاز کر رہے ہیں۔ یہ بات ذہن میں تازہ کر لیجئے کہ قرآن حکیم میں تلاوت کی سات منزلیں یا سات احزاب ہیں۔ پہلی منزل میں سورۃ الفاتحہ کے علاوہ تین مدنی سورتیں یعنی "البقرہ' آل عمران اور النساء" شامل ہیں۔ ان سات گروپوں میں (معنوی اعتبار سے) سورتوں کی تقسیم کے لحاظ سے ہر گروپ میں پہلے ایک یا ایک سے زیادہ مکی اور اس کے بعد ایک یا ایک سے زائد مدنی سورتیں شامل ہیں۔ اس اعتبار سے زیر نظر پہلے گروپ میں سورۃ الفاتحہ مکی جبکہ بقیہ سورتیں مدنی ہیں۔ حجم کے اعتبار سے سب سے بڑا گروپ تیسرا ہے جو کہ تقریباً ساڑھے سات پاروں پر مشتمل ہے اور اس میں سورۂ یونس سے لے کر سورۃ المؤمنون تک چودہ مکی سورتیں ہیں۔ لیکن قرآن حکیم میں سب سے بڑی مدنی چار سورتیں یہی ہیں جو کہ اس پہلے گروپ میں یکجا آ رہی ہیں۔ اس اعتبار سے اس گروپ کا خصوصی مقام اور خصوصی اہمیت ہے۔ یہ چار مدنیات دو جوڑوں کی شکل میں ہیں۔ سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران ایک جوڑا ہے' سورۃ المائدہ اور سورۃ النساء دوسرا جوڑا ہے۔ یہ بات بھی نوٹ کر لیجئے کہ دو علیحدہ علیحدہ جوڑوں کے لئے سب سے اہم علامت یہ ہے کہ پہلی دونوں سورتیں سورۃ البقرہ اور آل عمران حرف مقطعات "الم" سے شروع ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد کی دونوں سورتیں کسی تمہید اور حروف مقطعات کے بغیر شروع ہو جاتی ہیں۔ سورۃ النساء کا آغاز ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ ﴾ سے اور سورۃ المائدۃ کا آغاز ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ﴾ سے ہو رہا ہے۔ اس سے نمایاں ہو رہا ہے کہ سورۃ البقرہ اور آل عمران آپس میں مشابہت رکھتی ہیں جبکہ سورۃ النساء اور سورۃ المائدۃ ایک جوڑے کی شکل میں آپس میں مشابہ ہیں۔ مدنی سورتوں کے یہ دو جوڑے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں' اس لئے کہ مدنی سورتوں کا کل حجم ملا لیا جائے تو قرآن حکیم کا ایک تہائی یعنی دس پاروں کے لگ بھگ یا اس بھی قدرے کم بنے گا اور ان میں سے ساڑھے پانچ پارے انہی چار مدنی سورتوں پر مشتمل ہیں۔ گویا کہ نصف مدنی قرآن آغاز ہی میں ان چار سورتوں کے دو جوڑوں کی شکل میں آ گیا ہے۔

قرآن مجید کی سورتوں کے ہر گروپ کا ایک عمود ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے ان دو جوڑوں کا عمود بھی دوہرا ہے۔ یعنی ان میں دو مرکزی مضامین آئے ہیں جو کہ باہم مربوط ہیں' لیکن عمود کی تعبیر کے لئے ذہن میں رکھئے کہ اس کے دو عمود ہیں؟ ایک شریعت اسلامی اور شریعت محمدی اور دوسرا اہل کتاب پر اتمام حجت' شریعت اسلامی کا نقطۂ آغاز سورۃ البقرہ ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ شریعت کا نزول تدریجاً ہوا ہے۔ احکام فوری طور پر ابتداء ہی میں نازل نہیں ہوئے۔ مکی دور میں تو بہت کم احکام آئے۔ مکی سورتوں میں زیادہ تر ایمان کی بحثیں ہیں۔ کفار پر رد و قدح اور ان کے اعتراضات کے جوابات ہیں یا کچھ بنیادی انسانی اخلاقی تعلیمات ہیں جن کے بارے میں اختلاف ممکن نہیں۔ مثلاً سچ بولنا' غریب کو کھانا کھلانا' وعدہ ایفا کرنا وغیرہ۔

فرمان نبویؐ — از : چوہدری رحمت اللہ بٹر

روزہ اور اس کی جزا

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :
((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ اِلاَّ الصِّيَامُ فَاِنَّهُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ ... اَوْ اَنَا اُجْزٰى بِهٖ)) [رواه البخارى]

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آدم کی اولاد کے سارے عمل اس کے لئے ہیں سوائے روزہ کے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اس حدیث کو یوں بھی پڑھا جا سکتا ہے کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں"۔

یوں تو ہر عمل کا دار و مدار انسان کی نیت پر ہے کہ وہ اسے کس مقصد سے ادا کر رہا ہے' اس لئے کہ قیامت کے دن صرف انہی اعمال کی جزاء ملے گی جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے کئے گئے ہوں یا آخرت کی جزا کے لئے۔ اسی طرح روزہ کا معاملہ بھی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہوتا ہے کہ انسان واقعی روزہ سے ہے' لیکن روزہ کی اصل غرض و غایت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پھر ان الفاظ میں زیادہ وزن ہے کہ اَنَا اُجْزٰى بِهٖ کہ روزہ کی جزاء میں خود ہی ہوں۔

روزہ کے ذریعے انسان اپنے نفس پر قابو پاتا ہے اور اس میں یہ احساس بدرجہ اتم پیدا ہوتا ہے کہ میں کسی کا بندہ ہوں اور میرا کوئی مالک ہے جس کے احکام کا میں پابند ہوں اور اس کے لئے میں نے حلال کی کمائی سے حاصل کیا ہوا رزق بھی چھوڑ رکھا ہے۔ یہی احساس تقویٰ کہلاتا ہے' جس کو حاصل کر کے وہ قرآن مجید کی ہدایت اور اس کے نور کو جذب کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے۔ پھر قرآن مجید سے غذا حاصل کر کے اپنی روح کی نشو و نما کرتا ہے اور اس کا رخ اس ہستی کی طرف موڑتا ہے جس سے اس روح کا خاص تعلق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ﴾ میں نے انسان میں پھونکا اپنی روح میں سے یا اپنی روح پھونکی۔ گویا اللہ تعالیٰ سے روح کا خاص تعلق ہی روزے کا اصل حاصل ہے' جس کو قرآن مجید میں بھی رمضان کے روزوں کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ ﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ﴾

قرآن چاہتا ہے کہ انسان اور اس کے مالک کے درمیان کسی غیر کا واسطہ نہ رہے بلکہ وہ براہِ راست اس سے تعلق پیدا کرے اور اسے پکارے اس یقین کے ساتھ کہ وہ اس کی ہر دعا قبول کر رہا ہے اور یہ اس کا اختیار مطلق ہے جس میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ بقولِ اقبال ؎

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

یعنی اسلام میں پاپائیت یا پیرائیت کی نفی ہے جو لوگوں کو اللہ سے ملانے کے لئے خود وسیلہ بن بیٹھتے ہیں۔

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

رمضان، قرآن اور پاکستان

رمضان، قرآن اور پاکستان محض ہم قافیہ الفاظ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے کسی دوسرے گوشہ میں بسنے والے مسلمانوں کی نسبت مسلمانانِ پاکستان کا رمضان اور قرآن سے اضافی اور خصوصی تعلق بھی ہے۔ پاکستان رمضان المبارک کی اس شب میں قائم ہوا جس کے بارے میں گمانِ غالب ہے کہ وہی لیلۃ القدر ہے اور جسے نزولِ قرآن کی شب ہونے کی بناء پر ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

اگرچہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ یہ ثابت کر چکی تھی کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے، لیکن پھر بھی ۱۹۴۷ء کے آغاز میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان اسی سال کے نقشہ پر حقیقت بن کر ابھر سکے گی۔ انگریز حاکموں اور برصغیر کی بڑی قوم ہندوؤں کی شدید ترین مخالفت کے باوجود اس کا قائم ہو جانا ہی کچھ ناقابلِ فہم محسوس ہوتا ہے۔ لیکن تشکیل پاکستان کے تاریخی واقعات کو مرحلہ وار دیکھیں تو اسی سال ۲۷/ رمضان المبارک کی نصف شب کے قریب قیام پاکستان کا اعلان خالصتاً "کن فیکون" کا مظہر دکھائی دیتا ہے۔ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور میں پاکستان کا لفظ بھی استعمال نہیں ہوا تھا بلکہ اس میں صرف آزاد مسلمان ریاستوں کا ذکر تھا۔ اس پس منظر میں ایک ہزار میل سے زائد فاصلہ رکھنے والے دو حصوں پر مشتمل ایک ریاست کا قائم ہو جانا معجزہ محسوس ہوتا ہے۔ مفکر پاکستان علامہ اقبال بھی ہندوستان کے شمال مغرب میں اسلامی ریاست کے قیام کا الہامی اعلان تو کر رہے تھے لیکن نصف بنگال اس اسلامی ریاست کا حصہ بنے گا' اس وقت اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لحاظ سے پاکستان کو بجا طور پر مملکت خداداد کہا جاتا ہے۔ لیکن رمضان اور قرآن کے ساتھ مسلمانانِ پاکستان نے جو سلوک کیا وہ ایک دل فگار حقیقت ہے، جو ہم سب پر عیاں ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان بنا کر ہندو سے ہزار سالہ رفاقت ختم کی اور اس کی دشمنی مول لی۔ نتیجہ کے طور پر ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمان بے گھر ہوئے، بے شمار مسلمان قتل ہوئے اور ان گنت مسلم خواتین کی بے حرمتی ہوئی۔ یعنی مسلمانوں نے پاکستان پر جان، مال اور عزت جو انسان کا کل سرمایہ ہوتا ہے، سب کچھ لٹا دیا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ انتہائی پرکشش تھا اور اسلامی نظریاتی مملکت کی اصطلاح اتنی دلپذیر تھی کہ یہ قربانیاں بھی حقیر محسوس ہوتی تھیں۔ نظریہ پاکستان یعنی اسلام کے دو بنیادی ماخذ ہیں، قرآن حکیم اور حدیث و سنت رسولؐ۔ لیکن یہ دونوں اس طرح اکائی بن جاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ قرآن مجسم اور قرآن ناطق بھی تو کہلاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث کے مطابق سیرتِ رسولؐ اور خلق رسولؐ قرآن ہی کی تو عملی تفسیر ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ قرآنِ حکیم دین متین کا اصل سرچشمہ اور ماخذ ہے۔ لہٰذا نظریہ پاکستان کی آبیاری کے لئے پاکستان میں جو پہلا کام ہونا چاہئے تھا وہ یہ تھا کہ قرآن کی تعلیمات کو عام کیا جاتا۔ قرآن کی زبان کو سیکھا اور سکھایا جاتا۔ اگر ہم انگریزی زبان میں مہارت حاصل کر سکتے ہیں تو قرآن کو سمجھنے کے لئے عربی زبان کیوں نہیں سیکھی جا سکتی۔ اگرچہ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اسے سمجھے بغیر بھی پڑھا جائے تو ایک لطف و سرور اور کیف سا محسوس ہوتا ہے لیکن عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر صراط مستقیم پر چلنے کے لئے احکاماتِ قرآنی کو اپنا امام بنانے کی ضرورت تھی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کے اوامر پر عمل کیا جاتا اور اس کے نواہی پر رکا جاتا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ عوامی اور حکومتی دونوں سطحوں پر عملی زندگی میں قرآن کے احکامات کی بجا آوری سے اعراض کیا گیا۔ اسے اپنا امام بنانے سے عملی طور پر انکار کر دیا گیا۔ قرآن حکیم سے یہ سلوک کیوں روا رکھا گیا بات بڑی سیدھی اور سمجھ میں آنے والی ہے۔ جس کتاب کو پڑھتے ہوئے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی اس کی پیروی کس طرح کی جا سکتی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے چھوٹے بچے کو جب A سے Apple اور B سے Boy پڑھاتے ہیں تو ساتھ اس کو بتاتے اور سمجھاتے ہیں کہ ایپل کا معنی سیب اور بوائے کا معنی لڑکا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس بچے کا درخشاں مستقبل کا دارومدار انگریزی زبان کو سمجھنے اور اس پر عبور حاصل کرنے پر ہے۔ جبکہ قرآن حکیم کے پڑھانے کے لئے ہم نے انہیں ایسے قاریوں کے سپرد کیا ہوتا ہے جو خود طویل عرصہ سے قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں اور کیا پڑھا رہے ہیں جبکہ اللہ رب العزت نے قرآن کو کتاب ہدایت قرار دیا ہے لہٰذا ہم پر یہ محاورہ صدفی صد منطبق ہوتا ہے۔ زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم۔

جہاں تک رمضان المبارک کے مقدس مہینے کا تعلق ہے، ہمارے تاجروں ساہوکاروں اور صنعت کاروں نے اسے لوٹ کھسوٹ اور چور بازاری کا مہینہ بنا لیا ہے۔ حکومت کا یہ حال ہے کہ وہ ان دنوں گراں فروشی کے الزام میں چھوٹے دکانداروں اور کریانہ فروشوں کو تو گرفتار کرتی ہے لیکن خود بدترین گراں فروشی کی مرتکب ہوتی ہے۔ وہ یوں کہ کبھی پٹرولیم کی مصنوعات کے نرخ بڑھائے جاتے ہیں اور کبھی بجلی کے نرخوں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ ان دونوں چیزوں یعنی بجلی اور پٹرولیم کی حیثیت صنعت و حرفت میں خام میٹریل کی ہے۔ جب حکومت یہ چیزیں مہنگی فراہم کرے گی تو صنعت کار اور تاجر کس طرح سستی اشیاء فراہم کر سکیں گے۔ پھر یہ کہ حکومت کی اس منافع خوری سے تاجروں کی بھی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ سب کچھ فراموش کر کے اپنی تجوریاں بھرنی شروع کر دیتے ہیں۔ یعنی حکومت اور سرمایہ دار دونوں رمضان کی برکات کو اپنے معنی پہنا رہے ہیں۔

اللہ رب العزت نے رمضان المبارک میں نزول قرآن کی مبارک شب میں ہمیں پاکستان عطا کر کے اپنی انتہائی عظیم اور گراں قدر نعمت سے نوازا ہے۔ لیکن ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ اپنی گراں بہا نعمت کی ناقدری پر گرفت بھی بڑی شدت سے کرتا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی جمہوری ریاست بنانے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کا ادارک کر سکیں اور اس فرض منصبی کو نبھانے کے لئے تن من دھن لگا دیں۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆

آئیڈیاز ۲۰۰۰ صرف دفاع تک محدود کیوں؟

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابو الحسن

۲۴ نومبر ۱۹۹۹ء کو آرمی آڈیٹوریم جنرل ہیڈ کوارٹر میں جب چیف آف نیول شاف ایڈمرل عبدالعزیز مرزا نے ایک پروقار تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اس حکومتی فیصلے کا انکشاف کیا کہ ایک سال بعد یعنی نومبر ۲۰۰۰ء میں ایک بین الاقوامی دفاعی نمائش کا انعقاد کیا جائے گا تو اس وقت یہ ایک خواب محسوس ہوتا تھا۔ ایک پسماندہ ملک جہاں تعلیمی معیار شرمناک حد تک زوال پذیر ہو جو اقتصادی لحاظ سے دیوالیہ ہونے کو ہو اور جہاں سیاسی عدم استحکام کی وجہ سے بار بار فوجی مداخلت ہو رہی ہو وہاں ایک ایسی بین الاقوامی دفاعی نمائش کا انعقاد ہو جو یورپ اور

> **آئیڈیاز 2000 نمائش میں پاکستان کے اسلحہ کا جو معیار سامنے آیا ہے وہ قابل فخر ہے**

امریکہ جیسے انتہائی ترقی یافتہ ممالک کے پکے اور مستقل گاہکوں کو متاثر اور متوجہ کر سکے ایک معجزہ سے کم نہیں۔ ”آئیڈیاز ۲۰۰۰“ کے نام سے ایکسپو سنٹر کراچی میں ۱۴ سے ۱۷ نومبر تک ہونے والی چار روزہ بین الاقوامی اسلحہ کی نمائش یقیناً ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو ایٹمی دھماکے کرنے کے بعد مملکت خداداد پاکستان کا دوسرا بڑا کارنامہ ہے۔ آج کے دور میں جبکہ ہر میدان میں مقابلہ اور مسابقت جاری ہے۔ اسلحہ کی صنعت میں ترقی یافتہ ممالک خصوصاً امریکہ کی اجارہ داری ہے لہٰذا اس میں منافع کی شرح بہت زیادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ، جنوبی ایشیاء، جنوب مشرقی ایشیاء اور سنٹرل ایشیاء کی غیر اسلحی مارکیٹ پر جاپان، چین، کوریا اور بھارت قبضہ کر چکے ہیں۔ امریکہ کی معیشت کو اسلحہ کی صنعت نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے۔ اس وقت دنیا میں اسلحہ کی کل جتنی تجارت ہوئی ہے اس میں امریکہ کا حصہ ۵۶ فیصد ہے لہٰذا اسلحہ کی صنعت کے بارے میں امریکہ بہت حساس ہے خصوصاً کسی اسلامی ملک کا اسلحہ سازی کی صف میں شامل ہو جانا اسے کسی طرح قبول نہیں۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ آئیڈیا ۲۰۰۰ کے نام سے دفاعی نمائش کا انعقاد ہی فوجی حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ پھر یہ کہ اس نمائش میں پاکستان کے اسلحہ کا جو معیار اور نمائشی کارکردگی دنیا کے سامنے آئی ہے وہ قابل فخر ہے۔ اس کا اعتراف بعض ممالک کے وفود نے برملا کیا۔ بعض ممالک کا تبصرہ کچھ یوں تھا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ پاکستان ایک پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ملک ہے لیکن نمائش میں اسلحہ کے معیار نے پاکستان کے بارے میں ہمارا تصور ہی بدل دیا ہے۔ اسی نمائش کے ذریعے عام آدمی کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ پاکستان میں بڑی دفاعی صنعتیں موجود ہیں جن میں سرفہرست پاکستان آرڈیننس فیکٹری ہے جس میں اسلحہ سازی کے چودہ مختلف شعبے ہیں۔ پاکستان ایروناٹیکل کمپلیکس میں چار بڑی فیکٹریاں ہیں اور ان میں F-6 اور چین کے جہاز اوور ہال کئے جاتے ہیں۔ اے کیو خان ریسرچ لیبارٹری، نیول ڈاکیارڈ، کراچی شپ یارڈ، نیشنل ڈیولپمنٹ کمپلکس، دی ایرو چین کمپلکس، ہیوی انڈسٹریز ٹیکسلا جیسے ادارے دن رات اسلحہ سازی میں مصروف ہیں۔

اس کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر بھی دفاعی سامان کی تیاری میں حصہ لے رہا ہے اس نمائش میں ہر طرح کے جنگی ساز و سامان کی نمائش ہوئی جس میں جہاز، نیول سسٹم، مختلف قسم کے کرافٹس، ایئر ڈیفنس سسٹم، EW وارفیر سسٹم، ہیلی کاپٹرز، اے پی سی لڑائی میں استعمال ہونے والے مختلف قسم کی گاڑیاں راڈارز، میزائل اور گولے شامل تھے۔ مختصر یہ کہ اس نمائش میں دفاعی نکتہ نظر سے ہر اہم شے کا ڈسپلے ہوا۔ اس کامیاب نمائش کا کریڈٹ میجر جنرل سید علی حامد اور ان کی ٹیم کو جاتا ہے، جنہوں نے دن رات محنت کر کے پاکستان کے وقار کو بلند کیا۔ اسلحہ کے معیار کو سراہتے ہوئے حکومت کا ایک ذمہ دار افسر نے پتہ کی بات کہی ہے کہ یہ امریکہ اور یورپ نے ہم پر اسلحہ کی فراہم کی جو پابندیاں عائد کی تھیں وہ ہمارے لئے نعمت ثابت ہوئیں اور یہ معجزہ رونما ہو گیا۔

ہم حکومت کے ذمہ داران کی خدمات عالیہ میں دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ اگر اسلحہ کی فراہمی پر پابندی نے ہماری صلاحیتوں کو اجاگر کیا ہے کہ اور ہم اسلحہ سازی میں خود کفالت کے راستے پر چل نکلے ہیں تو یہ موٹی بات ہمارے سیاست دانوں اور ہماری انگلش میڈیم فوجی حکومت کو کیوں سمجھ نہیں آتی کہ اگر ہماری اقتصادی امداد بند ہو جائے تو اللہ رب العزت نے اس قوم کو اتنی صلاحیتیں عطا کی ہیں کہ وہ قرضوں کی لعنت سے بھی نجات حاصل کر سکتی ہے۔ بلاشبہ ایک قلیل عرصے کے لئے قوم خصوصاً حکمرانوں پر تنگی ضرور آئے گی لیکن بالآخر قوم سرخرو ہو گی اور صحیح معنوں میں ایک باوقار قوم کہلانے کی اہل ہو گی۔ خدا کرے کہ ہمیں یہ جلد سمجھ آجائے کہ جتنی ہمیں قرض لینے کی ضرورت ہے اس سے کہیں زیادہ انہیں سودی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے جیسا کہ گزشتہ کالم میں بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ جب بھٹو دور میں پاکستان ڈیفالٹ ہو گیا اور بھٹو حکومت نے IMF کی شرائط تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو چھ ماہ بعد خود بخود IMF نے رابطہ کیا اور پاکستان کی شرائط پر قرض فراہم کیا۔

امریکہ اپنے پچاس سالہ حلیف پاکستان سے کس قدر مخلص ہے اس کا ثبوت اس سے بڑا کیا ہو سکتا ہے کہ دفاعی نمائش کے فوراً بعد پاکستان کو ہر قسم کی جنگی ٹیکنالوجی پر پابندیاں عائد کر دی ہیں اور اسلحہ برآمد کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ امریکہ جانتا ہے کہ پاکستان کی اسلحہ کی مارکیٹ میں داخل ہو گیا تو مسلمان ممالک اس کی طرف رجوع کریں گے جس سے اسے وافر زرمبادلہ حاصل ہو گا اور ظاہر مستحکم معیشت کا حامل پاکستان اس کا اس طرح غلام نہیں رہے گا جس طرح آج ہے۔ اسی لئے فوری طور پر پاکستان کا قرضہ بحال کر کے اسے ۲۰ کروڑ ڈالر کی قسط ادا بھی کر دی گئی ہے اگرچہ قسط محض کاغذوں میں منتقل ہوئی ہے۔ کاش ہماری حکومت نے جس طرح اسلحہ کی برآمد پر پابندی کو مسترد کیا ہے اس

> **قرضوں کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کئے بغیر پاکستان معاشی طور پر خوشحال نہیں ہو سکتا**

قرضہ کو بھی مسترد کر کے لینے سے انکار کر دیا جاتا۔ ہماری حکومت کو یہ جان لینا چاہیئے کہ قرضوں کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کئے بغیر ہم کبھی بھی معاشی طور پر خوشحال اور خود کفیل نہیں ہو سکتے۔ اقتصادی میدان میں آئیڈیاز ۲۰۰۰ کی قوم بے چینی سے منتظر ہے۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

نظام خلافت، وقت کا اہم ترین تقاضا

مرزا ندیم بیگ

پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ یہاں جو حکومت بھی آئی اس نے لوگوں کو یہ کہہ کر ہمیشہ بے وقوف بنایا کہ پچھلی حکومت نے ملک کو بے حد نقصان پہنچایا تھا اور یہ نقصان اس قدر رہا کہ ملکی خزانہ خالی ہوگیا ہے' اگرچہ ہم عوام کی بہتری کے لئے اقتدار میں آئے ہیں مگر فوری طور پر کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ عوام کی بہبود کے لئے خرچ کرنے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ لہٰذا انتظار کیا جائے اور ہم ایسا

نیا نظام این جی اوز کا وضع کردہ نہیں بلکہ خلافت راشدہ کے اصولوں پر بننا چاہئے

نظام وضع کر رہے ہیں جو پاکستان کو امریکہ سے بڑی سپرپاور بنادے گا۔ یہ رام کہانی گزشتہ نصف صدی سے سنتے سنتے پاکستانی قوم کے کان پک گئے ہیں۔ مگر اس کے باوجود یہ قوم اب بھی ہر جانے والے سے بے انتہا بے زار ہے اور ہر آنے والے حکمران سے بہتری کی توقع پر جی رہی ہے۔

موجودہ حکومت نے بھی جب سے زمام اقتدار سنبھالا تو حسب سابق وہی رام کہانی عوام کو سنائی جو ان سے پہلے حکمران سناتے رہے ہیں۔ آج کل یہ کہانی عوام کو اخبارات میں آدھے آدھے صفحے کے لاکھوں روپے کے اشتہاروں سے سنائی جارہی ہے جس میں جلی حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ

"پرانے نظام میں ووٹ ڈالنے سے کیا ملا؟"

"کیا اب بھی ضرورت نہیں ہے ایک نئے نظام حکومت کی؟"

اس پس منظر میں جناب چیف ایگزیکٹو پاکستان کی خدمت میں عرض ہے کہ نیا نظام نافذ کرنے کا اختیار تو آپ کو پاکستان کی سپریم کورٹ دے چکی ہے اور اس کے لئے آپ کو کچھ دن یا چند ماہ نہیں بلکہ تین سال مرحمت فرمائے گئے ہیں مگر اس کے باوجود حالات کی خرابی کا گراف نیچے آنے کی بجائے بدستور اوپر کی جانب رواں دواں ہے۔ امن وامان کی حالت یہ ہے کہ چوریاں' ڈاکے قتل وغارت اور بم دھماکے بلاتسلسل جاری ہیں۔ مہنگائی کی لعنت کے ذریعے سے عوام کی جس قدر تذلیل ہو سکتی ہے اس میں کسی قسم کی رعایت روا نہیں رکھی جارہی۔ بجلی کو بار بار مہنگا کر کے عوام پر بجلیاں گرانے کا سلسلہ جاری ہے۔ موجودہ ظالمانہ اور گلے سڑے نظام سے پاکستانی عوام کے منہ پہلے ہی کڑوے تھے مگر اب اس کڑواہٹ کو مزید زیادہ کرنے کے لئے اس نظام کے گماشتوں نے چینی کی قیمتیں اس درجہ بڑھادی کہ عام آدمی اب اس کے استعمال سے قاصر ہوتا جارہا ہے۔

مہنگائی کی اس صورتحال پر جنرل راشد قریشی کا یہ کہنا کہ مہنگائی بڑھی ہے بس چند ایک اشیاء کی حد تک۔ اسی طرح کا بیان گورنر پنجاب نے بھی دیا کہ بس تین چار اشیاء کی قیمت بڑھی ہے۔ موجودہ حالات میں ان دونوں صاحبان کے بیانات قوم کے ساتھ سنگین ترین مذاق اور ان کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔

قارئین محترم! حکومتی حلقوں کو مہنگائی کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تو اپنے عہدوں سے وہ سب مراعات بھی حاصل کر رہے ہیں جن کی ان کو اجازت بھی نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں کیسے معلوم ہو کہ معاشرے میں مہنگائی ہے۔ جناب جنرل قریشی اور گورنر صاحب! مہنگائی کا پوچھنا ہے تو اس ماں سے پوچھیے جس کا جوان بیٹا مینار پاکستان سے کود گیا یا اس سے بیوی سے پوچھیے جس کا خاوند پھندے سے جھول گیا یا مہنگائی کا بوجھ وہ باپ بتا سکتا ہے جو جوان بیٹیوں کا بوجھ برداشت نہ کرتے ہوئے خودسوزی پر مجبور ہوگیا یا اس بھائی سے پوچھیں جس کا بھائی ٹرین تلے آگیا مگر موجودہ نظام میں حکمرانوں کو کیسے ان چیزوں کا احساس ہو کیونکہ عوام جن نعمتوں سے محروم ہیں وہ نعمتیں تو ان کے کتوں کو حاصل ہیں اور انہیں جو مراعات حاصل ہیں وہ فراعنۂ مصر کو بھی حاصل نہیں تھیں۔ لہٰذا انہیں کیسے عوام کا درد معلوم ہو۔

قارئین محترم! ایک یہ نمائشی حکمران ہیں اور دوسری

مہنگائی کی لعنت کے ذریعے عوام کی جس قدر تذلیل ہوسکتی ہے اس میں کوئی رعایت روا نہیں رکھی جارہی

جانب ان حقیقی حکمرانوں کی شان دیکھئے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے معمولی کھانے پر اعتراض کیا تو آپ نے اسے شاباش دینے کے بجائے غصے میں جواب دیا کہ بظاہر میں بیت المال کا مالک ہوں مگر اس کی ملکیت میری ذات کے لئے نہیں ہے۔ یہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس کا چارج لینے کے لئے گئے تو آپؓ نے اس وقت جو کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے اس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے حالانکہ خلیفۂ راشد کا یہ سفر معمولی نوعیت کا نہیں تھا۔ لوگوں نے اصرار بھی کیا کہ آپ اعلیٰ کپڑے پہن لیں۔ مگر آپ نے فرمایا اللہ نے ہمیں عزت کپڑوں کی وجہ نہیں بلکہ اسلام کی وجہ سے دی ہے۔ خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (عمر ثانی) نے بھی وہ مثالیں قائم کیں ہیں کہ اگر ہمار حکمران ان پر چل پڑیں تو ہمیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی کاسہ گدائی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو جمعہ کی نماز پڑھانے میں تاخیر ہوگئی تو لوگوں نے تاخیر کی شکایت کی تو فرمایا کہ میرے پاس ایک کرتہ اور تہبند ہے جو میں جمعہ کے روز دھو کر نماز پڑھانے آتا ہوں۔

جنرل پرویز مشرف صاحب! واقعی اس قوم کو پرانے نظام میں ووٹ ڈالنے سے کچھ نہیں ملا اور اب واقعی ایک نئے نظام کی ضرورت ہے مگر وہ نظام این جی اوز کا وضع کردہ نہیں بلکہ خلافت راشدہ کے نظام جیسا ہونا چاہئے۔ اگر یہ نظام نافذ ہو گا تو عوام کی حالت اور ملک کے معاملات سدھریں گے۔ ورنہ وہی کیفیت رہے گی جو جاری ہے۔ کاش ہمارے حکمران جان سکیں کہ نظام خلافت کا قیام ہی وقت کا اہم ترین تقاضا اور ضرورت ہے۔

بقیہ : تجزیہ

آخر میں ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آئیڈیاز ۲۰۰۰ کے ثمرات کو سمیٹنے میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کرے اور اسلحہ کی خرید کے لئے جن ممالک نے دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے ہمارے سفارت خانے مستعدی کے ساتھ انہیں اسلحہ کی فروخت کے معاملے میں بات کو آگے بڑھائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اسلحہ مارکیٹ میں بڑا سکوپ ہے اور منافع کی شرح بھی بہت زیادہ ہے لہٰذا بڑی تندہی کے ساتھ مارکیٹ میں اپنی پوزیشن مستحکم کی جائے داخلی سطح پر بھی پوری نگرانی کی جائے تاکہ کہیں اسلحہ کے خریداروں کی دلچسپی ہماری بیوروکریسی کے روایتی سرخ فیتے کی نذر نہ ہو جائے۔ علاوہ ازیں قرض کی لعنت سے نجات حاصل کریں کہیں ایسا نہ ہو اسلحہ بیچ کر جو کمائیں وہ سود ادا کرنے میں ضائع کرتے رہیں۔

★★★

قرآن حکیم اور جدید سائنس

رعنا ہاشم خان

قرآنِ حکیم جس کے نزول کی ابتداء ۶۱۰ عیسوی میں ہوئی اور تکمیل میں ۲۳ برس لگے 'جدید سائنس کے تمام طے شدہ نظریات اور حقائق میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو قرآن حکیم سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ یہ بات ہم مسلمانوں کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے کہ آج کی ماڈرن سائنس کے تمام انکشافات قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ساڑھے ۱۴۰۰ برس پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

ساتویں صدی عیسوی میں نزولِ قرآن کے وقت کفار کے اعمال کی مثال سورۃ النور میں یوں دی گئی ''جیسے بحر عمیق میں اندھیرے 'جن پر لہر چڑھی چلی آتی ہو' اس کے اوپر ایک اور لہر' اس کے اوپر بادل ہو' غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں' ایک پر ایک چھایا ہو''۔

زیر آب لہروں اور اندھیروں Under currents سے سائنسی علم کو واقفیت ۲۰ ویں صدی میں ہوئی۔ اس سے پہلے یہی سمجھا جاتا رہا کہ پانی سورج کی شعاعوں کو Convex lenses کی طرح منعطف کر دیتا ہوگا اور تہ آب تیز روشنیوں کا راج رہتا ہوگا۔ وہ تو جب غوطہ زن بحری تہوں میں غوطہ زن ہوئے تو اندھیروں کے بادلوں سے ٹکراؤ ہوا۔

اسی طرح سورۃ یٰسین میں فرمایا گیا : ﴿ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ﴾ (اور سورج اپنے مقررہ ٹھکانے کی طرف چل رہا ہے)۔ ۱۹۹۷ء میں Modern Astronomy پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ سورج ۱۲ میل فی سیکنڈ کے حساب سے اپنے مستقر (solar apex) کی طرف نظامِ شمسی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں خلائی تاریخ کی پہلی پرواز روس کے یوری گاگرین نے خلائی جہاز Vostoi میں کی تھی۔ واپسی پر انہوں نے پرواز کی منظر کشی کچھ یوں کی کہ ''خلاء میں آسمان سیاہ نظر آرہا تھا اور زمین نیلے رنگ کے مسالے میں لپٹی ہوئی دکھائی دیتی تھی' خلا اور فضا کا منظر اتنا انوکھا تھا کہ لگتا تھا آنکھیں دھوکا کھا رہی ہیں اور میں کسی طلسم کدہ میں کھو گیا ہوں''۔ صرف یوری گاگرین ہی نہیں بلکہ اب تک جانے والے تمام خلاء نوردوں نے یہی کہا کہ ہم عالم طلسم میں پہنچ گئے تھے' آیئے سورۃ الحجر ملاحظہ فرمایئے :

''اور اگر ہم ان (کافروں) پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھیں مخمور ہو گئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔''

آج سے تقریباً ۳۵ سال پہلے امریکہ کے معروف

جدید سائنس کے تمام نظریات اور حقائق قرآن حکیم سے مطابقت رکھتے ہیں

نیورو سرجن ڈاکٹر پنفیلڈ ایک مریض کے دماغ کا آپریشن میں مصروف تھے' مریض بیدار تھا۔ آپریشن جہاں کیا جا رہا تھا صرف وہ حصہ سن کر دیا گیا تھا' مریض کے دماغ کا ایک خاص حصہ Temporal lobe دورانِ آپریشن جب جب بجلی کے الیکٹروڈ تار سے چھوا جاتا مریض اپنے ماضی میں پہنچ جاتا۔ اس کو اپنی تمام گزری زندگی نہ صرف نظر آنے لگتی بلکہ جذباتی طور پر بھی مریض سب کچھ ماضی کی طرح محسوس کرتا' جب اس پر تحقیق کی گئی تو یہ نتیجہ سامنے آیا کہ ہمارے دماغ میں ہماری تمام زندگی کی وڈیو اور آڈیو احساسات و جذبات سمیت محفوظ رہتی ہے' قرآن حکیم میں اس موضوع پر کئی ارشادات ملتے ہیں مثلاً :

﴿ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴾

''بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے۔'' (القیامہ : ۷۵)

﴿ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰی ﴾ (النازعات : ۳۵)

(جس روز انسان اپنا سب کیا دھرا یاد کرے گا)

UFO۔ Unidentified Flying Objects یعنی آسمان پر کچھ ایسی چیزیں یا اڑن طشتریاں دیکھی گئیں جن کی شناخت نہیں کی جا سکی' امریکن ایئر فورس نے ۱۹۴۷ء سے اب تک اس کی شناخت پر کئی ملین ڈالر خرچ کر ڈالے ہیں۔ امریکہ کا اس سلسلے میں Blue Book Project بہت ہی مشہور ہوا ہے۔ امریکن اسٹیٹ وسکان سن (Wisconscin) میں ایک خاتون نے آسمان سے اترنے والی انتہائی تیز روشنیوں میں نہائی اڑن طشتریوں (UFO's) کی ایک تصویر اتاری ہے جس کو خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یقیناً یہی تصویر Shot of the Century کہلائی جائے گی۔ غرض کہ ماڈرن امریکہ بری طرح UFO's کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ آیئے دیکھیں کہ اللہ رب العزت نے سورۃ المدثر میں کیا ارشاد فرمایا ہے :

﴿ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ﴾ (المدثر)

''تیرے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کائنات میں کیسی کیسی اور کتنی مخلوقات پیدا کر رکھی ہیں' ان باتوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس وسیع کائنات کی کسی بھی چیز کو انسان پوری طرح اپنے احاطہ علم میں لانے سے قاصر ہے۔

ان چند مثالوں سے قرآن کی حقانیت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ اس کائنات کے مالک و خالق کا کلام ہے۔

بقیہ : گوشۂ خواتین

ہر اس جگہ دیکھنا چاہتے ہیں جو عزت' مذہب اور نیک اطوار سے خالی ہو۔ انہوں نے مغربی دنیا میں تو یہ تمام علامات پھیلا دی ہیں چنانچہ آج مغرب کی خواتین اس معاشرے کا حصہ ہیں جو نا انصافی و بے توقیری کا مظہر ہے۔

اے میری مسلمان بہنو! اپنے اور اپنے آباء و اجداد کے مذہب پر فخر کرو۔ اپنی اولاد کے لئے ایک اچھی مثال بنو اور اپنے طاقتور دین کے ساتھ مخلص رہو۔ یاد رکھو کہ عقلمند انسان کے لئے عزت ہی سب سے بڑی چیز ہے اور بے حیائی ہر قوم میں قابل رسوائی ہے' چاہے کوئی اسے آزادی نسواں سے تعبیر کرتا رہے۔ تمہاری خوشی اور عزت اسی میں ہے کہ تم ایک فرمانبردار اور پر یقین بیٹی ایک وفادار اور نیک بیوی بنو۔ ایک متقی اور رحم دل ماں بنو۔ جان رکھو کہ نماز اسلام کی پہلی سیڑھی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن کا روزہ رکھنا انسان کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور لے جاتا ہے (متفق علیہ)

پیاری بہنو! یہ الفاظ دراصل میرے دل کی آواز ہیں۔ یہ صرف ایک مخلصانہ اور بے لوث نصیحت ہے' شیطان کے پیرو کاروں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے جو تمہیں گمراہیوں میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی غلامی اختیار کرو۔ مومن اور صالح عورتوں کی پیروی اختیار کرو اور اس عظیم قوم کو بنانے میں اپنا کردار ادا کرو۔ تم ایسی نسل کی نشو و نما کرنے والی بن جاؤ جو دوبارہ انسانیت کی رہنمائی کر سکے اور اس صحیح اور مناسب دین یعنی اسلام کے عظیم نظام کو قائم کر سکے۔

فقط ایک مسلمان بہن

اسلام خواتین کے لئے دین رحمت

زیر نظر مضمون ایک اسلامی جریدے "مسلم کریڈ" (Muslim Creed) کے شمارہ نمبر ۳، جلد نمبر ۲ (ماہ فروری) میں شائع ہوا۔ یہ مضمون دراصل ایک مسلمان خاتون کی طرف سے دوسری مسلمان خواتین کے نام ایک خط ہے جو ہمیں ای میل کے ذریعے موصول ہوا۔

میری پیاری بہنو!

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم انسانیت کا نصف حصہ ہو۔ تم ایک ماں، بیٹی، بہن، خالہ، پوتی، نواسی، نانی اور دادی بھی ہو۔ حدیث مبارک ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ "خواتین حقیقت میں مردوں کی ساتھی اور رفیقہ ہیں"۔ (سنن ابو داؤد)

تم اسلام کی عظیم قوم کا حصہ ہو جس سے بہتر قوم پہلے کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ کسی اور قوم میں ایسے عظیم لوگ، رہنما اور فاتح نہیں گزرے جیسے اس قوم میں گزرے ہیں۔ یہ قوم انسانیت کو رہنمائی اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے اور اسے بھلائی اور سچائی کی طرف گامزن کر دیتی ہے۔ یہ لوگوں کو یکسر تبدیل کر دیتی ہے اور انسانوں کی بندگی کرنے والوں کو اس کے حقیقی مالک کی بندگی کرنے والا بنا دیتی ہے۔ یہ زندگی کی سختیوں کو آسانیوں سے بدل دیتی ہے اور لوگوں کی زندگیوں میں رونما ہونے والے دوسرے مذاہب کی ناانصافیوں کو اسلام کے منصفانہ نظام سے بدل دیتی ہے۔

اے اسلام کی عظیم عورتو! مسلمان قوم کو اس کا یہ عظیم مقام دلانے اور دوسری قوموں سے ممتاز کرنے کی سب سے بڑی وجہ تمہارے آباؤ اجداد تھے۔ اللہ نے اس قوم کو اسلام عطا کیا اور مسلمان عورتوں کو عظیم رتبہ عطا کیا۔ اللہ نے یہ حکم دیا کہ خواتین نیکی کا حکم کرنے، برائی سے روکنے اور اسلام کا جھنڈا بلند کرنے جیسی ذمہ داریوں میں مردوں کا ہاتھ بٹائیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ:

"مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے وفادار اور ساتھی ہیں وہ بھلائی کی تلقین کرتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ وہ باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا یقیناً اللہ زبردست حکمت والا ہے"۔ (التوبہ: ۷۱)

جان رکھو کہ اللہ نے عورتوں کو وہی حقوق و فرائض دیئے ہیں جن کی وہ پاسداری کر سکتی ہیں۔ اسی ضمن میں سورۃ الملک میں ارشاد فرمایا:

"بھلا وہ نہ جانے گا جس نے بنایا اور وہی ہے بھید جاننے والا خبردار"۔ (الملک: ۱۴)

اے میری پیاری بہنو!

آج یہ وقت کا اہم تقاضا ہے کہ آپ سب مسلمان قوم کی سرگرم رکن بنیں۔ اللہ کے دین کے نفاذ کے لئے اپنا تن من دھن نچھاور کریں اور قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں ایک ایسی نسل کی تعمیر کریں جو حقیقی معنوں میں ایمان کی روشنی سے منور ہو۔

میری پیاری بہنو! آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کے دشمن کون ہیں اور آپ سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ آپ سب اپنے فرائض سے غافل رہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی توجہ اپنے پاکیزہ حقوق کے حصول سے ہٹی رہے۔ یعنی آپ اللہ کے دین اور اس کی تعلیمات کی سربلندی جیسے لازمی امور سے روگردانی کرتی رہیں۔ اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لئے یہ دشمن مختلف طریقے اپناتے ہیں:

اخذ و ترجمہ: حافظ محمد ندیم الحسن

(۱) سب سے پہلے وہ آپ کی توجہ آپ کے مقصد تخلیق یعنی اللہ کی عبادت، ایمان کی سلامتی اور اس کے دین یعنی اسلام کی دعوت سے ہٹاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے وہ آپ کو اس دنیاوی زندگی کی چمک دمک، زیورات کی دکانوں، غیر مسلم ممالک میں ہونے والے جدید فیشن شو، چیزوں کے نئے ماڈلز، نہ ختم ہونے والی خواہشات اور غیر اطمینان بخش بھوک جیسے معاملات میں الجھائے رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان تمام چیزوں کے حصول کے لئے تگ و دو کرنے کو آپ کی زندگیوں میں غیر محسوس طور پر شامل کر دیتے ہیں لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ نے ہمیں اس لئے پیدا نہیں کیا۔ ایسے معاملات میں الجھنے سے صرف وقت اور پیسے کا ضیاع ہوتا ہے اور امیروں اور غریبوں میں دشمنی کی فضا اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کے لئے مقابلے کی فضا تیار رہتی ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ وہ تمہارے اور مردوں کے درمیان ایک قسم کی چپقلش پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ تمہیں باور کراتے رہتے ہیں کہ تم ایک ایسی بیٹی ہو جسے بیٹوں کے مقابلے میں دبا کر رکھا جاتا ہے۔ ایک ایسی ماں ہو جو عاجز ہے ایک ایسی بیوی ہو جسے مرد ہمیشہ غلام بنا کر رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تم ایک مظلوم بہن ہو۔ وہ تمہارے ذہنوں میں مرد کو ہمیشہ ناانصاف، منافق، اپنی مرضی پر چلانے والا، آزادی نسواں کا مخالف اور ظالم مخلوق کے طور پر اجاگر کرتے رہتے ہیں۔ ان دشمنوں کے پیش نظر اس تمام جنگ کو تمہارے اذہان میں پیدا کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ تم اپنے باپ کے خلاف اعلان بغاوت کر دو، اپنے بھائی کے مقابلے میں اپنے آپ کو مغرور سمجھو اور اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی رہو۔ ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ انصاف، صلہ رحمی اور اتحاد کا بول بالا ہو بلکہ وہ نفرت، بغاوت اور تباہی کے درپے ہیں۔

(۳) سوئم یہ کہ وہ صرف اسی بات پر اکتفا نہیں کرتے کہ تم والدین بھائیوں اور شوہروں کے خلاف بغاوت کرو بلکہ وہ تمہیں اسلام کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ وہ تمہیں اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ تم اسلام کے فرائض کی ادائیگی اور قائم و دائم بادشاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ مذہب و عقائد کے خلاف بغاوت کر دو۔ ان کے نزدیک اسلام ایک ناانصاف مذہب ہے اور اسلامی قوانین نامکمل اور دوسروں پر ناجائز مسلط کئے گئے ہیں۔ یہ دشمنان اسلام رات دن اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ تم اس مذہب کے خلاف بغاوت اور نافرمانی کی روش اختیار کئے رکھو۔ درحقیقت وہ تمہیں اس "آسانی" آرام اور حفاظت سے دور رکھنا چاہتے ہیں جو کہ کریم النفس والدین، خوشگوار شادی شدہ زندگی اور بہترین برادرانہ تعلقات کے زیر سایہ میسر آتی ہے۔

ان دشمنوں نے عزت و پارسائی کو آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک پردہ صرف سر کو ہی نہیں ڈھانپتا بلکہ یہ اذہان پر بھی پڑ جاتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ ان کے نزدیک صرف وقت اور کوششوں کا ضیاع ہیں۔ ان کی نظر میں شوہروں کی فرمانبرداری کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کی غلامی کر رہی ہیں اور پتھر کے زمانے میں رہ رہی ہیں۔ انہوں نے تمام حقائق کی شکل بگاڑ دی ہے اور تمام سچائیوں کو بدل دیا ہے۔ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کے ناپاک عزائم کامیاب ہو جائیں۔

پیاری بہنو! تمہارے اور تمہارے دین کے دشمنوں کے عزائم سب کے سامنے ہیں۔ وہ تمہیں اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے سیڑھی بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ جب چاہیں اپنی ناپاک خواہشات کو پورا کر سکیں۔ وہ تمہیں ایک ایسی خاتون بنانا چاہتے ہیں جس کی کوئی تکریم نہ ہو وہ تمہیں

(باقی صفحہ ۲ پر)

بدگمانی کیوں پیدا ہوتی ہے؟

کوئی بھی ایسی سنی سنائی بات جس کی تحقیق نہ کی گئی ہو۔ اس کا قول و فعل سے جواب دینا بے وقوفی ہے۔ بعض لوگ کانوں کے کچے ہوتے ہیں اور وہ فتنہ بازوں کی جھوٹی باتوں پر یقین کرکے خواہ مخواہ دوسروں سے دشمنی مول لے لیتے ہیں۔ فتنہ کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے کہ "فتنہ قتل سے بڑا ہے"۔ ایک حدیث میں ہے انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات بغیر تصدیق کئے آگے بیان کرنا شروع کردے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو یقیناً بہت سے گمان تو گناہ ہوتے ہیں تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے۔ پس یہ بات تو تمہیں ناگوار گزرے گی اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا انتہائی مہربان ہے"۔

بدگمانی بہت سی برائیوں کی جڑ ہے اور معاشرے کو تباہ کردیتی ہے

ویسے تو بدگمانی بظاہر ایک عام سی برائی یا مرض ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو یہ برائی بہت سی برائیوں اور خرابیوں کی جڑ ہے۔ ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کسی بھی معاشرے اور سوسائٹی کی تباہی و بربادی میں بدگمانی ایک مہلک بیماری سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ بدگمانی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بلاوجہ اپنے دل میں کسی دوسرے مسلمان بھائی کے بارے میں ایسے گمان کو جگہ دے جو اس کی بدنامی کا باعث بنے اور اس کی وجہ سے وہ شخص نیک سے بد اور معصوم سے مجرم بن جائے۔

بدگمانی انسان کے اندر جنم کیوں لیتی ہے؟ اول انسان فطری طور پر کسی دوسرے شخص کے بارے میں بدگمانی سے ابتدا کرتا ہے۔ اگر وہ اس خیال کو دل سے نہ نکالے تو ایسا شخص جس معاشرے میں رہے اسے وہاں کے ہر فرد کے بارے میں بدگمانی لاحق رہتی ہے۔ شروع شروع میں بدگمانی عام اور معمولی باتوں سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ یہ عادت اس کی فطرت ثانیہ کا اور پختہ عادت کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ جس کے نتیجے میں متعلقہ فرد ایک طرح کا ذہنی مریض ہو جاتا ہے۔ اسے پاگل اور مجنوں شخص کی طرح بدگمانی کے مرض کے دورے پڑتے ہیں اس کے پہلو میں رہ رہ کر دوسروں کے لئے بدگمانی کا درد اٹھتا ہے۔ جس سے نہ صرف اس کی سوچ و فکر متاثر ہو جاتی ہے بلکہ ایسے شخص کی باتیں زہریلے اثرات پر مبنی ہوتی

کرم داد خان بلوچ

ہیں جس کے اثرات سے اس کی محفل کا پورا ماحول مسموم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی وجہ سے کسی دن گھر دیر سے لوٹا ہو تو بدگمان شخص اس کے بارے میں ضرور یہ خیال کرے گا کہ لازماً یہ کسی بری محفل سے ہو کر آیا ہے۔ جب کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ واقعی اسے کوئی ذاتی کام پڑ گیا ہو چونکہ یہ بدگمانی دوسروں کے بارے میں تجسس کرنے سے جنم لیتی ہے۔ جس کی بنیاد پر قرآن مجید میں ارشاد ہے: "تجسس مت کرو"۔

بدگمانی کی دوسری بڑی وجہ جذباتیت یا شدید حساسیت اکثر اوقات ایسے لوگ جن سے ہم بہت زیادہ نفرت اور بہت زیادہ محبت کرتے ہیں ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں اور کاموں پر بھی بدگمانی ہونے لگتی ہے۔ اور ان کے متعلق ایسے جھوٹے خیالات قائم کرلیتے ہیں جو بے بنیاد ہوتے ہیں اور ان غلط خیالات کے بل بوتے پر بے بنیاد اور جھوٹی کہانیاں بنا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی صفت بیان کرتے ہیں کہ "اگر وہ انجانے میں کوئی غلطی کر بیٹھیں تو توبہ کرلیتے ہیں اور پھر وہ عبادت اور حمد و ثنا میں مصروف ہو جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں' نمازوں میں رکوع اور سجود کرتے ہیں' اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں برے کاموں سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی حفاظت کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کی بشارت کے حقدار ہیں"۔

بہرکیف بدگمانی خواہ کسی چیز سے بھی پیدا ہو انسانی معاشرے پر اس کے اثرات بڑے خطرناک ہوتے ہیں یہ بدگمانی ہنستے بستے گھر اجاڑ دیتی ہے۔ قوموں کی زندگی میں بے چینی پیدا کردیتی ہے۔ حکومتیں زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ سیاسی دنیا طوفانوں کی زد میں آکر اپنا امن کھو دیتی ہیں۔ بدگمانی جہاں بھی جنم لے وہاں کا خوشگوار ماحول جہنم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ بدگمانی کی سزا نہ صرف آخرت میں بلکہ دنیا میں بھی ملتی ہے۔ وہ اس طرح کہ جب بدگمانی کا مرض پھیل جاتا ہے تو بدگمانی کرنے والا خود اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ اس کے متعلق حدیث نبویؐ ہے۔

بدگمانی کی سزا آخرت میں ہی نہیں دنیا میں بھی ملتی ہے

"مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کا کھوج نہ لگایا کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے رازوں کے درپے ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے درپے ہو جائے گا اور وہ اُسے اس کے گھر میں رسوا کرکے چھوڑے گا"۔

اسی طرح اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سے زیادہ بے بنیاد کوئی چیز نہیں۔ ٹوہ میں رہنے اور کان لگانے سے احتراز کرو۔ دنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ دوسروں سے حسد نہ کرو۔ آپس میں بغض و کینہ نہ رکھو ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو ان برائیوں سے بچ کر اللہ کے بندے بن جاؤ اور آپس میں بھائیوں کی طرح رہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کرنے اور بدگمانی جیسے موذی مرض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب
— کی نئی تالیف —
دنیا کی عظیم ترین نعمت
قرآن حکیم
چھپ کر آ گئی ہے
صفحات: 32 —— قیمت: 10 روپے
ناشر: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

صوبہ سرحد میں متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کا جلسہ

محاذ کی مجلس شوریٰ نے محاذ کو عوام میں متعارف کرانے کے لئے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے زیر اہتمام بڑے شہروں میں جلسۂ عام کا پروگرام بنایا تاکہ محاذ کی قیادت عوام کے سامنے اپنے اغراض و مقاصد بیان کرے۔ اس سلسلے کا پہلا جلسہ کوئٹہ میں "تنظیم اسلامی" کے زیر اہتمام' دوسرا جلسہ لاہور میں "جمعیت اہلحدیث" کی میزبانی میں جبکہ تیسرا جلسہ مورخہ ۱۸/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو گرین ہوٹل پشاور میں "تنظیم الاخوان" کے زیر اہتمام ہوا' جس میں لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

تحریک اسلامی کے امیر مولانا مختار گل صاحب' تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان صاحب اور جمعیت اہلحدیث کے نمائندے مولانا مبشر احمد صاحب سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ تنظیم الاخوان کے صوبائی امیر [illegible] امان شاہ نے سٹیج [illegible] کے [illegible] نمائندے مولانا [illegible] احمد صاحب نے [illegible] اندازمیں [illegible] کے قیام اور بقاء کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا [illegible] اسلام کے نام پر ہوا تھا اور اس کی بقا بھی اسلام کے نفاذ میں ہے۔

دوسرے مقرر امیر تحریک اسلامی جناب مولانا مختار گل صاحب نے یہود و نصاریٰ کی عالمی سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ۲۰۲۵ء تک پاکستان کو ختم کرنے کے منصوبے بن چکے ہیں۔ انہوں نے سورۃ الحدید کے حوالے سے انبیاء و رُسل کی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ عدل و قسط پر مبنی نظام کا قیام اب ہماری ذمہ داری ہے۔

جلسہ کے تیسرے مقرر امیر تنظیم اسلامی و صدر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی گفتگو میں سورۃ آل عمران اور ایک حدیث نبوی ﷺ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس حدیث مبارکہ میں "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کے ذریعے مسلمان معاشرے کے قیام کا طریقہ کار بتایا گیا ہے۔ انہوں نے محاذ میں شامل جماعتوں کے رفقاء کو تاکید کی کہ وہ اپنے اپنے نظم کو مضبوط کرتے ہوئے اتحاد میں شامل رہیں' کیونکہ رسی کی لڑیاں اگر مضبوط ہوں تو رسی بھی مضبوط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہر جماعت نظم کے اعتبار سے مضبوط ہو تو اتحاد بھی مضبوط ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ جب کبھی نہی عن المنکر کے لئے تحریک کا وقت آئے گا تو صرف ڈھیلے ڈھالے اتحاد سے کام نہیں چلے گا بلکہ ہمیں منظم ہو کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہو گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ برائی کی قوت جس طرح متحد ہو رہی ہے' اسی طرح خیر کی قوتوں کے اندر بھی اتحاد و اتفاق بڑھتا چلا جا رہا ہے' گویا برف بتدریج پگھل رہی ہے جس کا مظہر یہ ہے کہ اگلے ہفتے یعنی ۲۵/ اکتوبر کو مجھے جامعہ اشرفیہ پشاور میں خطاب کی دعوت دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں قاضی حسین احمد نے جماعت اسلامی کے سالانہ اجتماع میں دعوت خطاب دی۔

تقریب کے آخر میں میزبان "تنظیم الاخوان" کے امیر مولانا اکرم اعوان صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ مغرب نے جو اصول اسلام سے لئے' وہ ان میں کامیاب ہوئے اور جہاں انہوں نے اسلامی اصولوں سے انحراف کیا ناکامی سے دوچار ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ سودی نظام کی بدولت امریکہ اور انگلینڈ میں اگر ایک طرف امارت کی انتہا ہے تو دوسری طرف غربت کی انتہا موجود ہے۔ ایسے لوگ بھی وہاں ہیں جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر سے ڈبل روٹی کے ٹکڑے ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے ہیں۔ اسی طرح جنس کے معاملے میں حدود توڑنے کی سزا وہ بھگت رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تقریریں کر کر کے میرا دل بھر گیا ہے اور عنقریب آپ مجھے میدانِ عمل میں دیکھیں گے۔ آخر میں صدر محاذ نے دعا کروائی اور یوں جلسہ کا اختتام ہوا۔

☆ ☆ ☆

قرآن اکیڈمی کراچی میں
ہفت روزہ ترجمۂ قرآن تربیت گاہ

مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی کراچی میں مورخہ ۵ نومبر تا ۱۲ نومبر ۲۰۰۰ء ہفت روزہ ترجمہ قرآن تربیت گاہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس تربیت گاہ کا مقصد ایسے مدرس حضرات کو جو رمضان المبارک کے دوران مختلف مقامات پر نماز تراویح کے ساتھ ساتھ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کریں گے' حسب ذیل امور کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرنا تھا:

۱) ایسے مقامات کی نشاندہی جن کے متن کی تلاوت میں عام طور پر دقت پیش آتی ہے۔
۲) ایسے مقامات کی نشاندہی جن کا ترجمہ کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔
۳) ایسے مقامات کی نشاندہی جہاں نازک مضامین بیان ہوئے ہیں اور جن کے ترجمہ میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔
۴) ترجمہ کرتے ہوئے طویل آیات میں سے متن کے مناسب حصے کی تلاوت جس کا ترجمہ ربط برقرار رکھتے ہوئے کیا جا سکے۔
۵) ایسے مقامات کی نشاندہی جہاں دین اسلام کے جامع تصور اور انقلابی فکر کا بیان آیا ہے تاکہ وہاں رک کر یہ تصور اور یہ فکر واضح کیا جا سکے۔
۶) ایسے مقامات کی نشاندہی جہاں جناب محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور دیگر مفسرین و مصنفین کی کتب کا حوالہ دینا مناسب محسوس ہو۔
۷) ایسے مقامات کی نشاندہی جن کے حوالے سے معترضین اشکالات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان اشکالات کا ازالہ کرنے کی طرف رہنمائی۔

تربیت گاہ سے سات حضرات نے مکمل اور تین نے جزوی استفادہ کیا۔ ایک سالہ قرآن فہمی کورس کے شرکاء نے بھی اس تربیت گاہ میں بھرپور شرکت کی۔ مجموعی طور پر ۳۵ تا ۴۰ حضرات اس تربیت گاہ میں شریک رہے۔ تربیت گاہ کے اوقات صبح ساڑھے آٹھ بجے تا دوپہر ایک بجے اور شام نماز عصر تا رات دس بجے تھے۔ تربیت گاہ کے دوران مکمل قرآن حکیم کا ترجمہ کرایا گیا۔ اس پورے پروگرام کی آڈیو / ویڈیو کیسٹس اور آڈیو / ویڈیو CDs پر ریکارڈنگ بھی کی گئی۔

راقم کا مکمل ترجمۂ قرآن کرانے کے لئے ہفت روزہ تربیت گاہ کا یہ پہلا تجربہ تھا لیکن شرکاء نے اسے انتہائی مفید قرار دیا اور ہر سال اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان شاء اللہ آئندہ سال یہ تربیت گاہ زیادہ بہتر انداز سے منعقد کی جا سکے گی۔ (مرتب : انجینئر نوید احمد)

☆ ☆ ☆

حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام
خصوصی دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے دعوتی پروگراموں کے ضمن میں اُسرہ مردان کی سطح پر ایک دعوتی پروگرام ماہ ستمبر میں منعقد ہوا۔ پروگرام کے لئے اُسرہ مردان کے رفیق معین جان نے پریمیر شوگر ملز مردان میں دعوتی مہم چلائی اور لوگوں کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔

پروگرام کا آغاز نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کی تقریر سے ہوا۔ موضوع تھا "ایمان کے تقاضے"۔ آپ نے بورڈ کے ذریعے سے موضوع کی وضاحت کی۔ شرکاء نے بڑی دلجمعی سے پروگرام کو سنا اور پسندیدگی کا اظہار کیا اور تقاضا کیا کہ ایسے پروگرام ہونے چاہئیں' بلکہ ہفتہ وار درس قرآن شروع کرنے کا مطالبہ کیا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی اور مسنون دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : معین جان)

آ بتاؤں تجھ کو رمز آیہ اِنَّ الْمُلُوْک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

صوبہ سرحد میں متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کا جلسہ

محاذ کی مجلس شوریٰ نے محاذ کو عوام میں متعارف کرانے کے لئے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے زیر اہتمام بڑے شہروں میں جلسۂ عام کا پروگرام بنایا تاکہ محاذ کی قیادت عوام کے سامنے اپنے اغراض و مقاصد بیان کرے۔ اس سلسلے کا پہلا جلسہ کوئٹہ میں "تنظیم اسلامی" کے زیر اہتمام' دوسرا جلسہ لاہور میں "جمعیت اہلحدیث" کی میزبانی میں جبکہ تیسرا جلسہ مورخہ ۱۸/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو گرین ہوٹل پشاور میں "تنظیم الاخوان" کے زیر اہتمام ہوا' جس میں لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

تحریک اسلامی کے امیر مولانا مختار گل صاحب' تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان صاحب اور جمعیت اہلحدیث کے نمائندے مولانا مبشر احمد صاحب سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ تنظیم الاخوان کے صوبائی امیر میجر (ر) امان شاہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے تلاوتِ کلام پاک سے ابتداء کی۔ سب سے پہلے جمعیت اہلحدیث کے نمائندے مولانا مبشر احمد صاحب نے انتہائی جوشیلے انداز میں پاکستان کے قیام اور بقاء کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا قیام بھی اسلام کے نام پر ہوا تھا اور اس کی بقا بھی اسلام کے نفاذ میں ہے۔

دوسرے مقرر امیر تحریک اسلامی جناب مولانا مختار گل صاحب نے یہود و نصاریٰ کی عالمی سازشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ۲۰۲۵ء تک پاکستان کو ختم کرنے کے منصوبے بن چکے ہیں۔ انہوں نے سورۃ الحدید کے حوالے سے انبیاء و رُسل کی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ عدل و قسط پر مبنی نظام کا قیام اب ہماری ذمہ داری ہے۔

جلسہ کے تیسرے مقرر امیر تنظیم اسلامی و صدر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی گفتگو میں سورۃ آل عمران اور ایک حدیث نبوی ﷺ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس حدیث مبارکہ میں "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کے ذریعے مسلمان معاشرے کے قیام کا طریقہ کار بتایا گیا ہے۔ انہوں نے محاذ میں شامل جماعتوں کے رفقاء کو تاکید کی کہ وہ اپنے اپنے نظم کو مضبوط کرتے ہوئے اتحاد میں شامل رہیں' کیونکہ رسی کی لڑیاں اگر مضبوط ہوں تو رسی بھی مضبوط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہر جماعت نظم کے اعتبار سے مضبوط ہو تو اتحاد بھی مضبوط ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ جب کبھی نہی عن المنکر کے لئے تحریک کا وقت آئے گا تو صرف ڈھیلے ڈھالے اتحاد سے کام نہیں چلے گا بلکہ ہمیں منظم ہو کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہو گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ برائی کی قوت جس طرح متحد ہو رہی ہے' اسی طرح خیر کی قوتوں کے اندر بھی اتحاد و اتفاق بڑھتا چلا جا رہا ہے' گویا برف بتدریج پگھل رہی ہے جس کا مظہر یہ ہے کہ اگلے ہفتے یعنی ۲۵/ اکتوبر کو مجھے جامعہ اشرفیہ پشاور میں خطاب کی دعوت دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں قاضی حسین احمد نے جماعت اسلامی کے سالانہ اجتماع میں دعوت خطاب دی۔

تقریب کے آخر میں میزبان "تنظیم الاخوان" کے امیر مولانا اکرم اعوان صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ مغرب نے جو اصول اسلام سے لئے' وہ ان میں کامیاب ہوئے اور جہاں انہوں نے اسلامی اصولوں سے انحراف کیا ناکامی سے دوچار ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ سودی نظام کی بدولت امریکہ اور انگلینڈ میں اگر ایک طرف امارت کی انتہا ہے تو دوسری طرف غربت کی انتہا موجود ہے۔ ایسے لوگ بھی وہاں ہیں جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر سے ڈبل روٹی کے ٹکڑے ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے ہیں۔ اسی طرح جنس کے معاملے میں حدود توڑنے کی سزا وہ بھگت رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تقریریں کر کر کے میرا دل بھر گیا ہے اور عنقریب آپ مجھے میدانِ عمل میں دیکھیں گے۔ آخر میں صدر محاذ نے دعا کروائی اور یوں جلسہ کا اختتام ہوا۔

☆ ☆ ☆

قرآن اکیڈمی کراچی میں
ہفت روزہ ترجمۂ قرآن تربیت گاہ

مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی کراچی میں مورخہ ۵ نومبر تا ۱۲ نومبر ۲۰۰۰ء ہفت روزہ ترجمہ قرآن تربیت گاہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس تربیت گاہ کا مقصد ایسے مدرس حضرات کو جو رمضان المبارک کے دوران مختلف مقامات پر نماز تراویح کے ساتھ ساتھ ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کریں گے' حسب ذیل امور کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرنا تھا :

۱) ایسے مقامات کی نشاندہی جن کے متن کی تلاوت میں عام طور پر دقت پیش آتی ہے۔
۲) ایسے مقامات کی نشاندہی جن کا ترجمہ کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔
۳) ایسے مقامات کی نشاندہی جہاں نازک مضامین بیان ہوئے ہیں اور جن کے ترجمہ میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔
۴) ترجمہ کرتے ہوئے طویل آیات میں سے متن کے مناسب حصے کی تلاوت جس کا ترجمہ ربط برقرار رکھتے ہوئے کیا جا سکے۔
۵) ایسے مقامات کی نشاندہی جہاں دین اسلام کے جامع تصور اور انقلابی فکر کا بیان آیا ہے تاکہ وہاں رک کر یہ تصور اور یہ فکر واضح کیا جا سکے۔
۶) ایسے مقامات کی نشاندہی جہاں جناب محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور دیگر مقررین و مصنفین کی کتب کا حوالہ دینا مناسب محسوس ہو۔
۷) ایسے مقامات کی نشاندہی جن کے حوالے سے معترضین اشکالات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان اشکالات کا ازالہ کرنے کی طرف رہنمائی۔

تربیت گاہ سے سات حضرات نے مکمل اور تین نے جزوی استفادہ کیا۔ ایک سالہ قرآن فہمی کورس کے شرکاء نے بھی اس تربیت گاہ میں بھرپور شرکت کی۔ مجموعی طور پر ۳۵ تا ۴۰ حضرات اس تربیت گاہ میں شریک رہے۔ تربیت گاہ کے اوقات صبح ساڑھے آٹھ بجے تا دوپہر ایک بجے اور شام نماز عصر تا رات دس بجے تھے۔ تربیت گاہ کے دوران مکمل قرآن حکیم کا ترجمہ کرایا گیا۔ اس پورے پروگرام کی آڈیو / ویڈیو کیسٹس اور آڈیو / ویڈیو CDs پر ریکارڈنگ بھی کی گئی۔

راقم کا مکمل ترجمۂ قرآن کرانے کے لئے ہفت روزہ تربیت گاہ کا یہ پہلا تجربہ تھا لیکن شرکاء نے اسے انتہائی مفید قرار دیا اور ہر سال اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان شاء اللہ آئندہ سال یہ تربیت گاہ زیادہ بہتر انداز سے منعقد کی جا سکے گی۔ (مرتب : انجینئر نوید احمد)

☆ ☆ ☆

حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام
خصوصی دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے دعوتی پروگراموں کے ضمن میں اُسرہ مردان کی سطح پر ایک دعوتی پروگرام ماہ ستمبر میں منعقد ہوا۔ پروگرام کے لئے اُسرہ مردان کے رفیق معین جان نے پریمیر شوگر ملز مردان میں دعوتی مہم چلائی اور لوگوں کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔

پروگرام کا آغاز نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کی تقریر سے ہوا۔ موضوع تھا "ایمان کے تقاضے"۔ آپ نے بورڈ کے ذریعے سے موضوع کی وضاحت کی۔ شرکاء نے بڑی دلجمعی سے پروگرام کو سنا اور پسندیدگی کا اظہار کیا اور تقاضا کیا کہ ایسے پروگرام ہونے چاہئیں' بلکہ ہفتہ وار درس قرآن شروع کرنے کا مطالبہ کیا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی اور مسنون دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : معین جان)

آ بتاؤں تجھ کو رمز آیہ اِنَّ الْمَلُوْک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری
خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام تربیتی پروگرام' سود اور فحاشی کے خلاف مظاہرہ

۲۸ اکتوبر کو مرکز الہدیٰ سوہدرہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں طے شدہ پروگرام کے مطابق تین بجے بعد دوپہر رفقاء پہنچنا شروع ہو گئے۔ ساڑھے تین بجے "نظام خلافت کا قیام" نامی پمفلٹ کا مطالعہ شروع ہوا۔ چار بجے نماز عصر ادا کی اور بقیہ پمفلٹ کا مطالعہ کیا گیا۔ تیس کے قریب رفقاء پہنچ چکے تھے۔ تربیت گاہ کے متعلق ہدایات دیں اور غرض و غایت بیان کی۔

نماز مغرب کے بعد "معرفت الٰہی کا حصول" بذریعہ رمضان اور قرآن" کے موضوع پر سورۃ البقرۃ کی آیات ۱۸۲ تا ۱۸۴ کا درس ہوا۔ پروفیسر محمد اشرف صاحب نے روح اور جسم کے تقاضے بیان کئے۔ ماہ رمضان میں دن کو روزہ اور رات کے قیام مع القرآن کو حصولِ معرفت الٰہی کا بہترین ذریعہ قرار دیا۔ اس کے بعد "انفاق فی سبیل اللہ" کے موضوع پر حافظ عنایت اللہ صاحب نے خطاب کیا۔ رات کے کھانے کے بعد جناب محمد حسین صاحب نے "ہماری ذمہ داریاں" بیان کیں۔ رفقاء کی تعداد پچاس اور احباب کی تعداد سات تھی۔ دوسری نشست نماز فجر کے بعد شروع ہوئی۔ راقم نے نوافل کی اہمیت کو بیان کیا کہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ جہاد مع النفس کے لئے بہترین ہتھیار نوافل کا اہتمام ہے۔ اس کے بعد احمد علی بٹ صاحب نے "داستان عزم و ہمت" کے موضوع پر خطاب کیا۔ حالات حاضرہ پر جناب محمد اشرف ڈھلوں نے اظہار خیال فرمایا۔ انہوں نے یہود اور ہنود کی سازشوں سے پردہ اٹھایا اور رفقاء کو دشمنوں اور اپنوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے چوکنا رہنے کی تلقین کی۔ اور قیامِ نظامِ خلافت کے لئے جدوجہد کو فرض قرار دیا۔ نماز اشراق کے بعد امیر حلقہ جناب شاہد اسلم نے سورۃ الانفال کی آخری آیات کے حوالے سے درس دیا اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے ایثار و قربانی کی مثالیں پیش کیں۔ راقم نے "شفاعت اُخروی" کے حوالہ سے گفتگو کی جسے بے حد پسند کیا گیا۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر ذمہ دار حضرات سے مشورہ ہوا کہ "سود' فحاشی اور عریانی" کے خلاف وزیر آباد میں مظاہرہ کیا جائے۔ مرکز الہدیٰ سوہدرہ سے بذریعہ موٹر سائیکل' کار ریس رفقاء وزیر آباد پہنچے۔ مظاہرہ بارہ بجے دوپہر کچہری سے شروع ہوا۔ مین بازار سے ریلوے روڈ اور سرکلر روڈ سے واپس لاہوری دروازے آ گئے۔ کچہری بس سٹاپ سے ٹی بورڈ کی طرف مارچ کیا رفقاء جی ٹی روڈ کے دونوں طرف جی ٹی روڈ اور بینرز اٹھائے کھڑے ہو گئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا اور پٹرول پمپ کے قریب جا کر تمام رفقاء ایک جگہ جمع ہو گئے۔ دو ہزار سے زائد ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ امیر حلقہ شاہد صاحب نے مختصر سی تقریر کی۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : غلام حسین)

تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کی "رجوع الی القرآن اور اکیسویں صدی" پر تقریب

نومبر ۲۰۰۰ء کو بعد نماز مغرب امیر تنظیم اسلامی کے شاگرد رشید برادر مہان مرزا نے اسلامک فاؤنڈیشن میں "رجوع الی القرآن اور اکیسویں صدی" کے موضوع پر تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ شکاگو چیپٹر کے رفقاء و رفیقات سے سورۂ کہف کی روشنی میں انتہائی جامع خطاب کیا۔ بردار مہان مرزا نیو یارک سے خصوصی طور پر شکاگو چیسٹر کی دعوت پر تشریف لائے تھے۔ پروگرام میں خواتین و حضرات کی ایک بھاری تعداد نے شرکت کی۔ برادر مہان مرزا نے انگریزی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہم دورِ فتنہ دجال میں سانس لے رہے ہیں۔ قرآن جو کہ صداقت و سچائی کی ہمیشہ ہمیش رہنے والی آواز ہے' اس وقت کی اہم پکار ہے۔ آج جبکہ ہم امریکہ جیسے عظیم ملک کا ایک حصہ ہیں' ہمارے اطراف سائنس اور ٹیکنالوجی کے عجائبات اور دنیاوی آسائشیں موجود ہیں' ہمیں قرآن حکیم جیسے آفاقی صحیفے کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور پیغامِ حق کا بول بالا کرنا چاہئے۔

آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی رکھی گئی' جس میں ایک نوجوان کی طرف سے پوچھے گئے اس سوال کے جواب میں کہ ہم قرآن کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں؟ برادر مہان مرزا نے فرمایا کہ اس کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے کوشش کی جائے' چاہے دور دراز کا سفر بھی کرنا پڑے۔ یہاں انہوں نے قرآن اکیڈمی میں ہونے والے رجوع الی القرآن کورسز کا حوالہ بھی دیا اور کہا کہ اس کے علاوہ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۂ قرآن میں شرکت کی جائے۔ آخر میں اس قولِ رسولؐ پر پروگرام اختتام پذیر ہوا کہ "تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے"۔ (رپورٹ : رعنا ہاشم خان)

اسرہ بدرشی کا خصوصی دعوتی اجتماع

۲۷/ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب میاں گان مسجد بدرشی میں اسرہ بدرشی کے زیر اہتمام ایک خصوصی دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ دعوت کے علاوہ نمایاں مقامات پر دعوتی اشتہار بھی لگائے گئے۔ پروگرام مقررہ وقت پر شروع ہوا۔ موضوع "حقیقت توبہ" تھا۔ اس موضوع پر نقیب اسرہ قاضی فضل حکیم نے سورۃ الزمر کے چھٹے رکوع کے حوالے سے روشنی ڈالی۔ اسرے کے ملتزم رفقاء سریرالدین' ملک امان اور فضل رحیم نے پروگرام ہذا کے لئے سعی و جہد کی۔ اللہ قبول کرے۔ رفقاء کے علاوہ ۵۲ احباب نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ آخر میں ندائے خلافت سے ایک اقتباس "جس کا دروازہ قبولیت کبھی بند نہیں ہوتا" شرکاء میں تقسیم کیا گیا (رپورٹ : اقبال علی)

اسرہ قرآن کالج کا ماہانہ اجلاس

۳۱ اکتوبر کو اسرہ قرآن کالج کی ماہانہ میٹنگ ہوئی تلاوتِ قرآن پاک کی سعادت حافظ فصیح الرحمان نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد تمام رفقاء اور احباب نے اپنا مختصر سا محاسبہ کیا۔ علاوہ ازیں ہر ساتھی کو سوال کرنے کی پیش کش کی گئی پھر ان سوالات کے ممکنہ جوابات بھی دیئے گئے۔ میٹنگ کی حاضری بھرپور تھی شرکاء میں کرم داد خاں بلوچ' شبیر حسین' محمد ندیم عمران علی مجروح' محمد غفور اعوان' عاطف زبیر کشمیری' حافظ فصیح الرحمان' نوید احمد عباسی اور محمد اشرف شکوری شامل تھے۔ (رپورٹ : کرم داد خاں بلوچ)

اسرہ دیر کے دعوتی پروگرام

اُسرہ دیر کے زیر اہتمام ماہ ستمبر کے آخر میں ایک دعوتی پروگرام ہوا۔ پروگرام میں ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی مولانا غلام اللہ حقانی کو خصوصی طور پر بلایا گیا تھا۔ پہلا پروگرام مسجد بلال میں بعد نماز عصر شروع ہوا۔ آپ نے نظام عدل و قسط اور موجودہ ظالمانہ نظام کا موازنہ قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا۔ اس پروگرام میں قریباً ۴۰ افراد نے شرکت کی۔

دوسرا پروگرام بعد نماز مغرب مسجد بابا صاحب میں ہوا۔ مولانا غلام اللہ حقانی نے نظام باطل کا خونی ہتھیار "سود" پر مبنی معاشی نظام کے مکروہ چہرے سے پردے اٹھائے۔ اس پروگرام میں قریباً ۶۰ افراد نے بڑی دلجمعی سے شرکت کی۔ پروگرام کی تیسری نشست بعد نماز عشاء درس قرآن سے شروع ہوئی۔ مولانا نے سورۃ الرحمٰن کی چار ابتدائی آیات پر مفصل درس دیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے اعلیٰ صفت رحمٰن ہے۔ اسی رحمانیت کے حوالے سے دوسری آیت میں قرآن کے علم کی عطا کی کا تذکرہ بطور احسان کے ہوا ہے۔ تیسری آیت میں انسان کی تخلیق کی بات اس کے اشرف المخلوقات ہونے کے حوالے سے ہوا ہے۔ جس کے لئے "دلائل قرآن و حدیث میں مختلف مواقع پر ملتے ہیں۔ چوتھی آیت کا اسلوب بھی وہی ہے یہاں بھی اعلیٰ کا ذکر ہوا ہے' اس لئے کہ انسانی صلاحیتوں میں سب سے اعلیٰ صلاحیت نطق اور گویائی ہے۔ رب نے کہا ہے کہ ان چار آیت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس نطق اور گویائی کا بہترین مصرف علم قرآن کا پڑھنا اور پڑھانا ہے۔ جس کی طرف حضور نبی کریم ﷺ نے ((خیر کم من تعلم القران وعلمه)) کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔ اس نشست میں تقریباً ۸۵ افراد نے شرکت کی۔ آخر میں مولانا نے جناب صاحبزادہ جان عالم مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ موصوف اسی مسجد کے خطیب تھے' جو چند دن پہلے افغانستان میں روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوئے تھے۔

(رپورٹ : سعید اللہ)

MOMENT OF REFLECTION AND DECISION

By: S. M. Shakir Hassan

In one of his lectures to his political science class in 1945, the famous scholar and professor of history and political science, Mohammad Habib of India, stated that the silence of the Qur'an and the Prophet (peace be upon him) are their greatest contribution on constitutional issues, because a word from either would have amounted to rigidity which was anathema to progress of this science. This was too serious a matter to ponder and reflect. The answer was not difficult to find. Scores of eminent Muslim, European and American scholars and historians have highlighted the political and constitutional processes initiated by the Prophet (pbuh).

The measures adopted aimed at freeing men and women from the tyranny of traditions, customs, prejudices, privileges and bigotry of the tribal, feudal and religious aristocracies. This was the minimal fundamental change required to achieve the objective of creating a social order based on: a) equality between human beings irrespective of colour of their skin, caste, creed or origin; b) supremacy of the rule of law; c) empowerment of people to choose their rulers; and d) to manage their affairs through consultation. Before the state structure founded on these principles by the Prophet (pbuh) having survived for more than thirty-two years despite pitfalls and assassinations of three of the first four caliphs (heads of state) could stabilize, it was uprooted and replaced by dynastic despotism.

This counter change sucked spirit from the body. It cut across the very purpose and concept of finality of the Prophet (pbuh) and the operative part of the Qur'an. The Qur'an and the Prophet (pbuh) envisaged and laid foundations of a society designed to keep pace with the times and thinking ahead of the progress of human mind. Retrogression or stagnation had no place on Islam's canvass. To reverse the evolutionary process of a new social order and state structure (incorporating all the elements of a republic), the tribal, feudal and religious aristocracies, hiding their real face, manipulated Islam to protect their pre-Islamic privileges and practices by indulging in a massive ideological misleading, substituting theological tyranny for the operative part of the Qur'an.

For more than a millennium, the Muslim societies have suffered from a basic ailments: the transition from pre- to post-Islamic society brought forth with it most of the cultural traditions, customs, superstitions, prejudices, intolerance and bigotry of the tribal, feudal and religious aristocracies, who exploited the irresistible moral force and unprecedented popular appeal generated by Islam to consolidate their stranglehold over the general mass of people.

Today's Muslim societies are a product of these phenomena. Resorting to militancy for achieving their objectives, indulging in intolerance and depriving men, women, children and minorities of their fundamental rights and using Islam as a tool for their perpetration – these are just a few of the legacies of those phenomena. Equality, empowerment of people, rule of law, dissemination of knowledge and frugality in public spending are the opposite of survival of aristocracies' arbitrariness.

Muslim societies, like the one in Pakistan, have little options. Either they continue living in the preponderant aristocratic culture with all its evils or resist and revert to their origin as guided by the operative part of the Qur'an and ordained by the Prophet (pbuh) and followed by his close associates as heads of state. The aristocracies are deeply entrenched in all power centres and the media in Pakistan. The government is in their full grip, at least form the 1958 successful military intervention. The grip has not loosened. On the contrary, it has tightened. A way will, therefore, have to be found out to correct and balance the situation. The fifty-three experiment of the British political system designed by the British Parliament in 1935 and followed in Pakistan has helped stabilize the tribal, feudal and religious aristocratic yoke on the necks of the people who, due to utter helplessness to resolve their basic problems, like education, healthcare, shelter, safe drinking water, justice, safeguarding their rights and liberty and protection against tyranny, in their ignorance have started looking for alternatives which are the antitheses of the operative part of the Qur'an and all the principles the Prophet (pbuh) stood for.

The single most problem in today's Pakistan is the form of government. Governments elected or headed by monarchs or oligarchs exercising executive, legislative and judicial powers are apt to commit tyranny and injustice. The three branches of government will, out of political necessity and for meeting the people's aspirations, have to be constitutionally separated – from federal to provincial to district to city – to empower the two to prevent the excesses by the third as you find in the constitutional architecture of the United States of America. This was also the view held by no less a leader than Mr. Jinnah himself as propounded in his famed November 8, 1945 press interview. ***(The News, November 23, 2000).***

Our letter to "The News":

This is with reference to an article by Mr. S. M. Shakir Hassan, titled "Moment of reflection and decision". The author has most profoundly elaborated the constitutional issue confronting our country and has quite appropriately proposed the constitutional architecture like that of USA in order to have the three branches of government viz; executive, legislative and judiciary separated. Though the idea put forth in the article is basically not new, yet it is highly relevant in today's scenario as very few analysts pay attention to our ideological moorings.

Mr. Hassan has very rightly emphasized the need of finding out a way to correct and balance the prevailing preponderant aristocratic and decadent political culture and reverting to the origin as guided by the Qur'an and ordained by the Holy Prophet (PBUH). In this context, it would not be out of place to mention that even the methodology would also be found in the same sources i.e. Qur'an and the Seerah of Prophet (PBUH). What actually is needed, is that persons like Mr. Hassan should come forward, organize people into a disciplined force and then launch a non-violent peaceful resistant movement against corrupt and exploitative order.

(Not published)

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.48

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام و تفہیم

✪ دین اسلام ایک ہے تو مختلف فرقے کیوں پیدا ہو گئے ہیں؟

✪ شریعت کا مفہوم کیا ہے؟ ✪ ایمان کے کیا معانی ہیں اور اس میں کیسے پختگی آ سکتی ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درس قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال و جواب کی نشست

✪ **س :** جب ہم مسلمان ہیں اور ہمارا دین ایک ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مکمل اور کامل بھی کر دیا ہے تو پھر ہمارے ہاں مختلف فرقے کیوں پیدا ہو گئے ہیں؟

ج : ہمارے ہاں ایک تو فقہی اصطلاحات اور تعبیرات کے حوالے سے مختلف مسالک بن گئے ہیں' جیسے مسلک حنفی' مسلک شافعی وغیرہ' یہ دراصل فرقے نہیں ہیں۔ فرقہ بندی وہ ہوتی ہے کہ جہاں ضد پیدا ہو جائے اور جہاں صرف اپنے آپ کو مسلمان اور دوسروں کو غیر مسلم یا کافر سمجھا جانے لگے۔ اور اس کا قرآن مجید میں چار جگہ جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ ہے ﴿ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ﴾ یعنی لوگوں کے اندر ضدم ضدا اور بالادستی کی خواہش کا پیدا ہو جانا کہ میں فلاں کی بات کیوں مانوں' وہ میری بات کیوں نہ مانے' یہی سبب ہے کہ جس سے تفرقہ بازی پیدا ہوتی ہے اور اس کی قرآن مجید میں شدید مذمت آئی ہے' یہاں تک کہ اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

✪ **س :** شریعت کا مفہوم کیا ہے؟

ج : شریعت وہی لفظ ہے جس سے شارع بنا ہے۔ "شارع" راستے کو کہا جاتا ہے' جیسے ہم کہتے ہیں کہ یہ شارع عام نہیں ہے۔ اور شریعت کا مطلب "چلنا" ہے۔ چنانچہ دین کی وہ عملی ہدایات کہ جن سے انسان کا انفرادی اور اجتماعی عمل معین ہوتا ہے اسے شریعت کہا جاتا ہے۔ دین موسوی کی وہ عملی ہدایات اور اوامر و نواہی کہ جنہیں "احکامِ عشرہ" (Ten Commandments) کہا جاتا ہے' یعنی یہ کرو' یہ نہ کرو' یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں شریعت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

✪ **س :** ایمان میں پختگی کیسے آ سکتی ہے؟

ج : ایمان میں پختگی عمل سے آتی ہے کہ ایمان کے تقاضے جو ہمیں اسلام کی شکل میں دیئے گئے ہیں' ان پر عمل کرتے رہیں گے تو جیسے ایمان سے عمل پیدا ہوتا ہے ایسے ہی عمل سے بھی ایمان پیدا ہو گا۔ ایمان میں پختگی پیدا کرنے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ جو صاحب ایمان ہوں اور اُن کے دلوں میں یقین بہت گہرا ہو اُن کی صحبت سے اور ان کے قریب ہونے سے آپ کے ایمان میں پختگی آ جائے گی۔ جیسے آپ آگ کی بھٹی کے سامنے بیٹھیں گے تو آپ کو حرارت پہنچ جائے گی اسی طرح اگر کسی شخص کے دل میں ایمان کی بھٹی ہے تو اس کی قربت سے آپ کے اندر بھی ایمان پیدا ہو جائے گا۔

✪ **س :** یہ کیسے معلوم ہو گا کہ میرے اندر ایمانِ حقیقی پیدا ہو چکا ہے؟

ج : ایمانِ حقیقی کی موجودگی میں ایک تو ایمان کے مطابق عمل کرنے میں سہولت ہو جائے گی۔ اسے محسوس ہو گا کہ مجھے عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آ رہی' میں اللہ کے احکام پر دلی آمادگی کے ساتھ عمل کر رہا ہوں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کے دل میں ایمان موجود ہے : ((اذا ساءتكَ سيئتك وسرتكَ حسنتك فانت مؤمن)) یعنی جب تمہیں کوئی اچھا اور نیکی کا کام کر کے خوشی ہو اور اگر بری حرکت سرزد ہو جائے تو تمہیں اس پر افسوس اور رنج ہو تو جان لو کہ تمہارے اندر ایمان موجود ہے۔

✪ **س :** ایمان کے کیا معنی ہیں؟

ج : ایمان کے لفظی معانی کسی کو امن دینے کے ہیں۔ اور ایمان جب "ب" یا "ل" کے ساتھ آئے تو اس کے معانی کسی امر اور دعوے کی تصدیق کرنا ہیں۔ اصطلاح میں ایمان رسولوں کے دعوے کو تسلیم کرنا اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات کو اختیار کرنا ہے۔

✪ **س :** ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے؟

ج : ایمان دین اللہ یا دین حق کی نظریاتی' فکری یا فلسفیانہ اساس کا نام ہے۔ اور اس نظریاتی' فکری اور فلسفیانہ بنیاد کا جب ظہور انسان کے عمل میں ہوتا ہے تو اس کا نام اسلام ہے۔ یہ بات بھی نوٹ کیجئے کہ ایمان دل میں ہوتا ہے' اس کو verify کرنا مشکل ہے۔ کوئی دوسرا شخص نہیں جان سکتا کہ کسی کے دل میں ایمان ہے یا نہیں ہے جبکہ عمل کا تعلق ظاہر سے ہے۔ اس کی بنیاد پر فیصلہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان ہے یا نہیں۔ اسی لئے اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کی بنیاد اسلام پر قائم ہے۔ جو قانونی طور پر مسلمان ہے وہ اسلامی معاشرے کا فرد ہے اور اسلامی ریاست کا شہری ہے۔

✪ **س :** ایمان کے ہوتے ہوئے وسوسہ کیوں آتا ہے؟

ج : اس لئے کہ انسان کے اندر ایک نفس اور حیوانی داعیہ (animal instinct) بھی ہے اور خارج میں شیطان لعین بھی موجود ہے۔ نفس اور شیطان دونوں کو اس بات کی قدرت حاصل ہے کہ ہمارے اندر وسوسے پیدا کر سکیں۔ اور یہ اصل میں ہمارے ایمان کا امتحان بن جاتا ہے۔ اگر ایمان پختہ ہے تو انسان وسوسے کو رد کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وسوسہ اگر ذہن میں رہے اور آدمی اسے زبان پر نہ لائے تو اس پر کوئی گرفت نہیں' لیکن اگر کہے گا تو پکڑ ہو جائے گی۔ انسان اپنی ایمانی قوت سے اس وسوسے کو دبا دے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

✪ **س :** کیا آنکھوں کا عطیہ دینی اعتبار سے جائز ہے؟

ج : میرے نزدیک یہ دینی رو سے جائز ہے۔ بعض علماء اسے غلط کہتے ہیں کیونکہ اس سے میت کا مثلہ (Mutilation) ہوتا ہے اور حضور ﷺ نے مردہ شخص کا مثلہ کرنے سے روکا تھا۔ اصل میں وہ مثلہ انتقامی جذبے کے تحت ہوتا تھا کہ دشمن کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو ٹکڑے کر کے بے حرمتی کی جاتی تھی۔ اس نوع کا مثلہ تو حرام مطلق ہے لیکن کسی دوسرے شخص کو اپنی آنکھوں کا عطیہ کرنے میں ایسی کوئی نیت شامل نہیں ہوتی۔ اس میں کسی انسان کے لئے اگر خیر کا پہلو ہے تو میں اسے حرام نہیں سمجھتا۔

(مرتب : انور کمال میو)

★★★